

ایک خط

سود، مَراجہ اور مارک آپ

نعیم صدیقی

برادرِ محمد نواز صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آپ کا مفصل سوال ”سود، مَراجہ اور مارک آپ“ کے عنوان سے ترجمان القرآن میں اس خیال سے شائع کیا تھا کہ ہمارے علماء میں سے اگر کوئی بزرگ فرصت نکال کر مفصل علمی جواب لکھ دیں تو نہایت اچھا ہوگا۔ مگر تا حال کوئی چیز سامنے نہیں آئی، البتہ اُمید ہے کہ شاید اشاعتِ آئندہ میں کوئی مقالہ لایا جاسکے گا۔ مگر یہ بھی مناسب معلوم ہوا کہ آپ نے جو بحث چھیڑی ہے اس کے جواب میں خاموشی طاری رہے۔

مسائل و معاملات میں راہِ صواب تلاش کرنے کے لیے اولین رہنمائی نصوص سے لینی چاہیے کیونکہ نصوص یا تو راستہ کو پوری طرح واضح کر دیتی ہے یا کسی راستے کے ارد گرد کے سنگ و میل کو نمایاں کر دیتی ہیں۔

قرآن ہم سے کہتا ہے کہ اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور سود میں سے جو کچھ وصول طلب رہ گیا ہو اسے چھوڑ دو، اگر تم فی الواقع ایمان رکھتے ہو (البقرہ ۲۷۸)۔ اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر خدا اور رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے (البقرہ ۲۷۹)۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اُٹھتے مگر صرف اس شخص کی طرح جسے اپنا اثر ڈال کر شیطان نے مغبوط الحواس کر دیا ہو (البقرہ ۲۷۵)۔ اور ایک حدیث یہ بتاتی ہے کہ سود کا گناہ ایسا بھاری

ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کی عصمت پر ستر بار حملہ آور ہو۔

ان نصوص سے نہ صرف سود کی حرمت ظاہر ہوتی ہے، بلکہ اس کا شدید اور بدترین ہونا بھی واضح ہوتا ہے۔ تمام گناہوں کا معاملہ بالکل یکساں نہیں ہے، بلکہ بعض کبیرہ گناہ بعض کبیرہ گناہوں سے زیادہ بھاری ہوتے ہیں۔ ایسی ہی ایک مثال سود کی ہے جو پوری معیشت کو ناپاک کر دیتا ہے، نفس پرستی کو پھیلاتا ہے، انسانی ہمدردی کو ختم کرتا ہے اور اخلاق عامہ میں پستی پیدا کرتا ہے۔ اس حقیقت کو اگر سامنے رکھا جائے تو ہر اس معاملے سے بچنا چاہیے جس میں سود کی جھلک اور سود کی مشابہت پائی جائے۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث ایسے بیوع اور لین دین کے معاملات کو ممنوع ٹھہراتی ہیں جن میں ذرا سا بھی شائبہ اصول ربوا کا پایا جائے۔ پھر یہ احتیاط بھی ضروری ہے کہ سود کی نئی نئی تعریفیں کرنے اور سود کو لپیٹا پوتی سے طرح طرح کی شکلیں دے کر جائز بنانے کے اجتہادات سے بھی بچا جائے۔ ایسے غلط خطوط پر دی ہوئی علمی آرایا اخباری بحثیں اور سیمیناروں کے مقالے بھی قیامت کے دن اس لیے وبال بن سکتے ہیں کہ غلط طریقوں کے رواج پا جانے سے ہزاروں انسانوں کی زندگیوں میں فساد داخل ہوتا ہے۔

ضرورت تھی کہ غیر سودی بینکنگ کے ان ناقص اور حیلہ سازانہ طریقوں پر تفصیلی بحث کی جائے۔ اس سلسلے میں نہ صرف یہ کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے مباشرت سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے، بلکہ عرب ممالک میں ڈاکٹر طہمیس کے مقالے اور ان پر جوابی یا تاثری بحثوں کا جائزہ بھی لینا چاہیے اور یہاں کے بعض پروگریسو مذہبی دانشوروں کے خیالات سے بھی تعرض کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ حضرات سرمایہ داروں اور بینکاروں کے کاروبار کی گائے یوں کے لیے بطور سفر مینا فکری سرکوں کی تیاری کا کام بھی کر رہے ہیں۔ اور اسلام سے عملاً آزاد اور تجدید پسند اجتہادیوں کو ضروری مواد بھی فراہم کر کے دے رہے ہیں۔ ان بحثوں کا محرک یہ غلط تصور ہے کہ موجودہ بینکنگ سسٹم کی مشینری کو جوں کا توں رکھ کر صرف ایک پرزے کو بدلنے سے کام چل جائے گا اور وہ ہے سود۔ پورے سسٹم کا مزاج ہی دوسرا ہے، اسے کسی ایک پرزے کی تبدیلی سے نہیں بدلا جاسکتا۔ مگر سپر پارٹس کے کچھ فکری اسٹور ایج ہیں جن کا اس عجیب فارمولے پر ایمان ہے کہ کسی ٹینک کو ایک آدمی کے کی تبدیلی سے ٹریکٹر میں بدلا جاسکتا ہے، یا کوئی مشین گن ایک پرزے کے بدل سے سلائی مشین کی شکل اختیار کر سکتی

سے یہ کہنا ہے کہ آٹے کی یہ بھدی چاہو تو ایک صد روپیہ نقد دے کر لے لو اور چاہو تو تین ماہ بعد مجھے ایک سو پچیس روپے دینا۔ گاہک کہتا ہے کہ یہ تو سود ہے۔ تب بنیاد سے بتاتا ہے کہ برابر میں غیر سودی کاروبار کرنے والی ایک مسلم فرم یا اسلامی بنک کا دفتر ہے، ان سے معاملہ کر لو۔ وہاں وہ جاتا ہے اور وہاں اسے یہ بتایا جاتا ہے کہ تم ایک سو روپے لے جاؤ اور ہمارے لیے اس بنیے سے آٹے کی بوری خرید لاؤ، پھر وہ بوری اس شرط پر ہم تمہارے ہفتہ بیچ دیں گے کہ تین ماہ بعد تم ہمیں ایک سو پچیس روپے دے دینا۔ ذرا یہاں کفر کیش، سود خوار بنیے اور سود سے پرہیز کرنے والی مسلم فرم یا بنک کے درمیان فرق امتیاز واضح کر کے دکھائیے۔ از روئے حقیقت کیا فرق ہوا۔ بس یہی ہیر پھیر آج کل کی بنک کاری کا ایک اہم دروازہ کاروبار ہے۔

اسی طرح بنک سے ادھار لیے ہوئے مال یا اشتراک کی صورت میں ۲ یا ۳ ہزار ماہانہ شرح ۲۶ پیسے فی ہزار روپے فی یوم پہلے سے طے کر لینا کہ دوسرے فریق کو چاہے نفع ہو یا نقصان بنک کو ہر حال میں کم سے کم مقررہ نفع ضرور ملے گا۔ یہ طرز معاملہ اصول اشتراک پر پورا نہیں اترتا بلکہ سود کی تعریف میں آتا ہے۔ بنک سوائے سرمایہ لگانے کے نہ کوئی کام کرتا ہے اور نہ کسی طرح کا "ریسک" (اندیشہ نقصان) اس کے حصے میں آتا ہے، لہذا ایسا معاملہ جائز غیر سودی معاملہ نہیں ہو سکتا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نقد و نسبہ قیمتیں مقرر کرنے میں صاحب مال مختار ہے، مگر شریعت اسلامیہ کی رو سے اس کا اختیار محدود ہے۔ اللہ کے سپریم منصوم قانون سے۔ کسی بھی طرح کا سودی معاملہ کرنا اور سودی معاملہ کے مشابہ کوئی صورت اختیار کرنا اس کے لیے ممنوع ہے۔ چاہے ہزار قسم کے عقلی جواز اور مفاد اس کے سامنے رکھ دیئے جائیں۔

اسلامی بینکنگ کا آغاز کرتے ہوئے ہمارا ذہن یہ ہونا چاہیے کہ ہم مغربی تہذیب اور مغربی معیشت سے بدمسرت ہیں، اور اپنا راستہ ان کی تقلید کر کے نہیں بلکہ اجتہاد کر کے نکالیں گے۔ ہم نظام باطل کی کسی چیز کو محض لیپا پوتی کر کے اور اسلامیات کی مہر لگا کر اختیار نہیں کر لیں گے اور نہ حیلہ بازیاں کریں گے۔ نظام کی تبدیلی حیلہ بازیوں اور جواز کی راہیں (باقی صفحہ ۴۰)